بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ میں:

۱۔ تسعیر کی کیا شرعی حیثیت ہے؟

۲۔ کیا حکومت وقت کے لیے ہر حال میں بازاری نرخ کنٹرول کرنے کی اجازت ہے؟

۳۔ کیا تجار کے لیے بہر صورت سرکاری نرخ کی پابندی ضروری ہے؟

تفصیل اس کی یہ ہے کہ مارکیٹ ریٹ کی حکومتی حد بندی کی عموماً دو صورتیں ہوتی ہیں:

۱۔ جب چیزوں کی کوالٹی کے فرق، قدرتی طور پر پیداوار کی کمی، حکومت کے غلط انتظام یا کسی بھی وجہ سے طلب کی زیادتی کی وجہ سے قیمتیں بڑھنے لگیں، اس میں تاجروں کی بدنیتی یا ذخیرہ اندوزی کو دخل نہ ہو، بلکہ تاجر لاگت میں حسب معمول نفع لگا کر مارکیٹ میں صارفین کو فروخت کر رہے ہوں، لیکن خارجی عوامل کی وجہ سے قیمتیں بڑھ گئی ہوں۔ اس صورت میں حکومت عوام کی آسانی کے لیے مارکیٹ میں بکنے والی اشیاء کی قیمت مقرر کر دے جس کی وجہ سے عوام کو تو ریلیف ملے لیکن تاجر خسارے یا نفع میں کمی کا شکار ہو جائیں۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جب اشیاء خوردنی میں گرانی اور ریٹ کا اضافہ خود تاجروں کا پیدا کردہ ہو، بڑے تاجر ذخیرہ اندوزی کر کے مصنوعی قلت پیدا کر رہے ہوں، بے تحاشا نفع مانگ رہے ہوں۔ ایسی صورت میں جبکہ تاجر عامۃ الناس کے پاس اشیاء خورد و نوش سستی نہ پہنچنے دیتے ہوں تو عوام کو اس ظلم سے بچانے کے لیے حکومت آگے بڑھ کر قیمتیں طے کرے۔

عمومی طور پر شرعی مسئلہ یہی بیان کیا جاتا ہے کہ حکومتی نرخ سے زائد نرخ پر خرید و فروخت کرنا مطلقاً جائز نہیں کیونکہ حاکم وقت کی اطاعت واجب ہے۔ تاہم درج ذیل دلائل سے بظاہر یہ لگتا ہے کہ یہ پابندی شرعاً صرف دوسری صورت میں مؤثر ہونی چاہیے، پہلی صورت میں حکومت کو اس طرح کی مداخلت کا حق شرعاً حاصل نہیں ہے، کیونکہ:

۱۔ متعدد احادیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں اشیاء کے نرخ بڑھ گئے جس پر لوگوں نے آپ سے آکر شکایت کی جیسا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّاسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ غَلاَ السِّعْرُ فَسَعِّرْ لَنَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ وَإِنِّى لأَرْجُو أَنْ أَلْقَى اللَّهَ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يُطَالِبُنِى بِمَظْلَمَةٍ فِى دَمٍ وَلاَ مَالٍ ».(ابوداؤد)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مدینہ میں چیزوں کے نرخ بڑھ گئے، لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نرخ بہت بڑھنے لگے ہیں آپ ہمارے لئے قیمتوں پر کنٹرول کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ ہی نرخ مقرر کرنے والا ہے۔ وہی مہنگا کرنے والا ہے وہی سستا کرنے والا ہے اور وہی رزق دینے والا ہے۔ میں اس بات کا امیدوار ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملوں کہ کوئی شخص مجھ سے خون یا مال میں ظلم کی بنا پر مطالبہ کرنے والا نہ ہو۔"

وَكَذَا لَا يُسَعِّرُ لِقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ { يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ} وَقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ { لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إلَّا بِطِيبٍ مِنْ نَفْسِهِ } وَرُوِيَ { أَنَّ السِّعْرَ غَلَا فِي الْمَدِينَةِ وَطَلَبُوا التَّسْعِيرَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُسَعِّرْ وَقَالَ إنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ } .(بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع)

۲۔ اپنے مملوکہ سامان کی قیمت طے کرنا ہر آزاد تاجر کا حق ہے، اس میں مداخلت شرعاً مناسب نہیں، درج بالا حدیث کے آخری الفاظ قابل توجہ ہیں کہ "اس بات کا امیدوار ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملوں کہ مجھ پر کسی کا خونی یا مالی حق نہ ہو" اس سے معلوم ہوا کہ قیمتوں کو کنٹرول کرنا گاہک یا دکاندار کسی ایک پر ظلم ہے جس کی ذمہ داری قبول کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آمادہ نہ تھے۔

(ولا مال) أراد بالمال هذا التسعير لأنه مأخوذ من المظلوم قهرا وهو كارش الجناية وإنما أتى بمظلمة توطئة له ذكره الطيبي قال: وعطف قوله ولا مال على قوله ولا دم وحق بلا النافية للتوكيد من غير تكرير لأن المعطوف عليه في سياق النفي وهذا أصل في إيجاب الإمام الأعظم العدل على نفسه وأفاد أن التسعير حرام لأنه جعله مظلمة (فيض القدير)

اسی وجہ سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تسعیر کے مشہور مخالف ہیں۔

قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ (وَلَا يُسَعِّرُ السُّلْطَانُ إلَّا أَنْ يَتَعَدَّى أَرْبَابُ الطَّعَامِ عَنْ الْقِيمَةِ تَعَدِّيًا فَاحِشًا) لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ { لَا تُسَعِّرُوا فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ } ؛ وَلِأَنَّ الثَّمَنَ حَقُّ الْبَائِعِ فَكَانَ إلَيْهِ تَقْدِيرُهُ فَلَا يَنْبَغِي لِلْإِمَامِ أَنْ يَتَعَرَّضَ لِحَقِّهِ إلَّا إذَا كَانَ أَرْبَابُ الطَّعَامِ يَتَحَكَّمُونَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ ، وَيَتَعَدَّوْنَ تَعَدِّيًا فَاحِشًا ، وَعَجَزَ السُّلْطَانُ عَنْ صِيَانَةِ حُقُوقِ الْمُسْلِمِينَ إلَّا بِالتَّسْعِيرِ فَلَا بَأْسَ بِهِ بِمَشُورَةِ أَهْلِ الرَّأْيِ وَالنَّظَرِ فَإِذَا فَعَلَ ذَلِكَ عَلَى رَجُلٍ فَتَعَدَّى عَنْ ذَلِكَ فَبَاعَهُ بِثَمَنٍ فَوْقَهُ أَجَازَهُ الْقَاضِي ، وَهَذَا لَا يُشْكِلُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ ؛ لِأَنَّهُ لَا يَرَى الْحَجْرَ عَلَى (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق)

۳۔ فقہائے کرام نے عمومی حالات میں تسعیر کو ناجائز قرار دیا ہے اور صرف مجبوری کی حالت میں عبوری دور کے لیے حکومت کو قیمتوں پر پابندی لگانے کی اجازت دی ہے جبکہ ذخیرہ اندوزی کی جا رہی ہوں اور تاجر دوگنی تگنی قیمت پر اشیائے ضرورت فروخت کر رہے ہوں۔ جب یہ مصنوعی قلت ختم ہو جائے اور بازار طلب و رسد کے قدرتی نظام پر آ جائے تو یہ تسعیر پسند نہیں کی گئی ہے؛

دار الافتاء

قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ : (وَلَا يُسَعِّرُ السُّلْطَانُ إلَّا أَنْ يَتَعَدَّى أَرْبَابُ الطَّعَامِ عَنْ الْقِيمَةِ تَعَدِّيًا فَاحِشًا) لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ [لَا تُسَعِّرُوا فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ] وَلِأَنَّ الثَّمَنَ حَقُّ الْبَائِعِ وَكَانَ إلَيْهِ تَقْدِيرُهُ فَلَا يَنْبَغِي لِلْإِمَامِ أَنْ يَتَعَرَّضَ لِحَقِّهِ إلَّا إذَا كَانَ أَرْبَابُ الطَّعَامِ يَتَحَكَّمُونَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَيَتَعَدَّوْنَ فِي الْقِيمَةِ تَعَدِّيًا فَاحِشًا وَعَجَزَ السُّلْطَانُ عَنْ مَنْعِهِ إلَّا بِالتَّسْعِيرِ بِمُشَاوَرَةِ أَهْلِ الرَّأْيِ وَالنَّظَرِ(البحر الرائق شرح كنز الدقائق)

وأما لا يسعر لما روي أن السعر قد غلا بالمدينة فطلب من النبي عليه السلام أن يسعر فأبى وقال: «إن الله تعالى هو المسعر القابض الباسط الرازق» ، وفي حديث آخر قال: «الله تعالى يخفض ويرفع وإني لأرجو أن ألقى الله تعالى وليس لأحد منكم عندي مظلمة» ، ولأن الثمن حق البائع؛ لأنه يقابل ملكه، فيكون التقدير إليه إلا إذا أغلى فيه بأن يريد أن يبيع قفيزاً بمائة والناس يشترون منه بخمسين، فيمنع البائع عنه دفعاً للضرر عن الناس(المحيط البرهاني في الفقه النعماني فقه الإمام أبي حنيفة رضي الله عنه)

(وَلَا يُسَعِّرُ حَاكِمٌ) لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ " [لَا تُسَعِّرُوا فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ] (إلَّا إذَا تَعَدَّى الْأَرْبَابُ عَنْ الْقِيمَةِ تَعَدِّيًا فَاحِشًا فَيُسَعِّرُ بِمَشُورَةِ أَهْلِ الرَّأْيِ) (الدر المختار)

۴۔ جو فقہائے کرام تسعیر کے قائل ہیں وہ بھی ہر طرح کی مہنگائی میں تسعیر کی اجازت نہیں دیتے ہیں بلکہ وہ بھی اس درجہ مہنگائی کے بعد اس کو اختیار کرنے کے قائل ہیں جب تاجر مصنوعی مہنگائی پیدا کر کے دگنی قیمتیں وصول کرنے لگیں:

وَقَوْلُهُ (وَيَتَعَدَّوْنَ عَنْ الْقِيمَةِ تَعَدِّيًا فَاحِشًا) بِأَنْ يَبِيعُوا قَفِيزًا بِمِائَةٍ وَهُوَ يُشْتَرَى بِخَمْسِينَ فَيُمْنَعُونَ مِنْهُ دَفْعًا لِلضَّرَرِ عَنْ الْمُسْلِمِينَ .(العناية شرح الهداية)

۵۔ اس صورت میں بھی تسعیر فوری پہلا اقدام نہیں ہونا چاہیے بلکہ متعلقہ افراد کو بار بار فہمائش اور مذاکرات کے بعد یہ قدم اٹھانا چاہیے

وَيَنْبَغِي لِلْقَاضِي أَوْ السُّلْطَانِ أَنْ لَا يُعَجِّلَ بِعُقُوبَتِهِ إذَا رُفِعَ إلَيْهِ هَذَا الْأَمْرُ ، وَلَا بِالتَّسْعِيرِ بَلْ يَأْمُرُهُ بِأَنْ يَبِيعَ مَا فَضَلَ عَنْ قُوتِهِ ، وَقُوتِ أَهْلِهِ عَلَى اعْتِبَارِ السَّعَةِ ، وَيَنْهَاهُ عَنْ الِاحْتِكَارِ ، وَيَعِظُهُ ، وَيَزْجُرُهُ عَنْهُ فَإِذَا رُفِعَ إلَيْهِ ثَانِيًا فَعَلَ بِهِ كَذَلِكَ وَهَدَّدَهُ ، وَإِنْ رُفِعَ إلَيْهِ ثَالِثًا حَبَسَهُ ، وَعَزَّرَهُ حَتَّى يَمْتَنِعَ عَنْهُ ، وَيَزُولَ الضَّرَرُ عَنْ النَّاسِ ، وَلَا يُسَعِّرُ إلَّا إذَا أَبَوْا أَنْ يَبِيعُوهُ إلَّا بِغَبْنٍ فَاحِشٍ ضِعْفِ الْقِيمَةِ ، وَعَجَزَ عَنْ صِيَانَةِ حُقُوقِهِمْ إلَّا بِهِ فَلَا بَأْسَ بِهِ بِمَشُورَةِ أَهْلِ الرَّأْيِ عَلَى مَا بَيَّنَّا(تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق)

۶۔ تسعیر کی جائز صورت میں بھی حکومت کو فقہ حنفی میں یہی مشورہ دیا گیا ہے وہ معاشیات و اقتصادیات کے ماہرین اور دیندار تاجروں سے مشورے سے ہی قیمتوں کا تعین کریں

وإن كان أرباب الطعام يتحكمون على المسلمين ويتعدون عن القيمة تعدياً فاحشاً وعجز القاضي عن صيانة حقوق المسلمين إلا بالتسعير فلا بأس بالتسعير بمشورة من أهل الرأي والبصر، (المحيط البرهاني في الفقه النعماني فقه الإمام أبي حنيفة رضي الله عنه)

دار الافتاء

لہٰذا مندرجہ دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے سوال یہ کہ

س: اگر حکومت وقت تمام شرعی ہدایات سے قطع نظر کر کے کسی چیز کی قیمت فروخت متعین کر دے، اس سے زائد قیمت پر فروخت پر پابندی لگا دے جبکہ تاجر برادری عدل و انصاف کی بنیاد پر یہ موقف رکھتی ہو کہ قیمتوں کے اضافے میں ان کا کوئی کردار نہیں ہے اور نہ ہی وہ اس کی وجہ سے وہ بے تحاشہ نفع سے لطف اندوز ہو رہے ہیں، تو کیا اس صورت میں بھی ان کے لیے اس پابندی کی ہر حال میں رعایت رکھنی لازمی ہے یا وہ اس قانون کے خلاف سرکاری ایوانوں میں آواز اٹھا سکتے ہیں اور اگر ان کے جائز مطالبات نہیں سنے جائیں تو وہ صریح جھوٹ اور دھوکہ سے بچتے ہوئے سرکاری نرخ سے ہٹ کر چیزیں فروخت کر سکتے ہیں؟

فإذا فعل ذلك ثم تعدى رجل عن ذلك القدر فباعه بثمن فوقه أجازه القاضي يعني أمضاه و لم يبطله، وأما على قول أبي حنيفة رحمه الله يبطله؛ لأنه لا يرى الحجر على الحر وفي إبطال بيعه نوع حجر عليه، أما قولهما فلأنهما إن كانا يريان الحجر على الحر إلا أن الحجر هنا لم يوجد حتى لو حجر القاضي على قوم من أرباب الطعام بأعيانهم تصير المسألة على الخلاف.(المحيط البرهاني في الفقه النعماني فقه الإمام أبي حنيفة رضي الله عنه)

العارض

بندہ محمد وصی

03312569263

C1 Zeeshan blessing

Block 16 Gulshan e Iqbal opposite

Noor masjid

دار الافتاء

(جوابات منسلکہ اوراق پر ملاحظہ فرمائیں...)

الجواب حامداًو مصلیًا

﴿۱﴾۔۔۔واضح رہے کہ اسلامی معیشت کا بنیادی اصول یہ ہے کہ اشیاء کی قیمتوں کے تعین کو دوکاندار اور خریدار کی باہمی رضامندی پر چھوڑ دیا جائے تاکہ ایک آزاد مارکیٹ وجود میں آئے اور طلب ورسد کے قدرتی اصول کے تحت قیمتوں کا تعین ہو اور بازار پر کسی کی اجارہ داری قائم نہ ہو جو اشیاء کی قیمتوں کو اپنے مفادات کی خاطر کنٹرول کرے، چنانچہ عام حالات میں دوکاندار کو اس بات کا پابند بنانا کہ وہ اپنی اشیاء کو ایک مقررہ قیمت سے کم یا زیادہ پر نہ بیچے، درست نہیں، اس سلسلے میں حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں ایک دفعہ اشیاء کی قیمتیں مہنگی ہو گئیں تو صحابہ رضوان اللہ اجمعین نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ اشیاء کے نرخ مقرر فرما دیجیے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "إن الله هو المسعر القابض الباسط الرازق" (یعنی اللہ ہی اشیاء کے نرخ متعین کرنے والے ہیں، وہی چیزوں کی رسد میں کمی کرنے والے اور زیادتی کرنے والے ہیں اور وہی رازق ہیں) اللہ تعالیٰ کو قیمت مقرر کرنے والا قرار دینے کا واضح مطلب حدیث کے سیاق میں یہ بھی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے طلب ورسد کے فطری اصول مقرر فرما دیئے ہیں جن سے قیمتیں فطری طور پر متعین ہو جاتی ہیں۔(مستفاد من "اسلام اور جدید معیشت و تجارت، ص:۴۴")

سنن الترمذي - (3 / 605)

عن أنس قال: غلا السعر على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا يا رسول الله سعر لنا قال إن الله هو المسعر القابض الباسط الرزاق وإني لأرجو أن ألقى ربي وليس أحد منكم يطلبني بمظلمة في دم.

﴿۲﴾۔۔۔واضح رہے کہ ہر شخص اپنے مال کا خود مالک ہوتا ہے خواہ وہ تاجر ہو یا عام شہری، اور چونکہ ہر مالک کو شرعاً یہ حق حاصل ہے کہ وہ ظلم وزیادتی کئے بغیر اپنے مال کی جو قیمت چاہے لگائے، اس لئے عام حالات میں عام اشیاء میں کسی بھی حکومت کو مالک کا یہ شرعی حق سلب کرنے اور انہیں کسی خاص نرخ کے پابند بنانے کا حق نہیں ہے (ماخذہ التبویب: ۲۳۳/۰۰۰) تاہم اگر غلط نظامِ تجارت کے باعث تاجروں اور مالداروں کی اجارہ داریاں اس حد تک قائم ہو جائیں کہ وہ ظلم کرنے لگیں، اور حکومت دیانت داری سے یہ محسوس کرے کہ اشیاء کے نرخ کا تعین کئے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے تو ایسی صورت میں ماہرین کے مشورے سے اس کی بھی اجازت ہے، لہٰذا اگر ایسی صورتِ حال درپیش ہو تو حکومت اشیاء کے ایسے معقول نرخ مقرر کر سکتی ہے جس میں فریقین اور اسلامی معاشرے کی مصلحت ہو۔(مستفاد من "نوادر الفقہ ۲/ ۱۱۳")

الهداية في شرح بداية المبتدي (4/ 377)

قال: "ولا ينبغي للسلطان أن يسعر على الناس" لقوله عليه الصلاة والسلام: "لا تسعروا فإن الله هو المسعر القابض الباسط الرازق" ولأن الثمن حق العاقد فإليه تقديره فلا ينبغي للإمام أن يتعرض لحقه إلا إذا تعلق به دفع ضرر العامة.

(جاری ہے۔۔۔)

الفتاوى الهندية - (3 / 214)

ولا يسعر بالإجماع إلا إذا كان أرباب الطعام يتحكمون ويتعدون عن القيمة وعجز القاضي عن صيانة حقوق المسلمين إلا بالتسعير فلا بأس به إلا بمشورة أهل الرأي والبصر هو المختار وبه يفتى كذا في الفصول العمادية.

﴿۳،۴﴾۔۔۔ اگر حکومت کی طرف سے اشیاء کا نرخ متعین کر دیا جائے اور متعین نرخ سے زیادہ قیمت پر بیچنے کی پابندی ہو تو اس صورت میں حکومت کی طرف سے متعین کردہ قیمت پر بیچنا ضروری ہے، اس سے زیادہ قیمت پر بیچنا حکومتی قانون کی خلاف ورزی کی بناء پر ناجائز ہے، لیکن اگر حکومت کی طرف سے مقرر کردہ قیمت پر بیچنے میں تاجروں کو واقعۃً ضرر ہو یعنی مالی نقصان ہو اور وہ نقصان سے بچنے کے لئے ایسی قیمت پر فروخت کریں جو مارکیٹ ریٹ کے مطابق ہو تو ان کی بیع درست ہوگی، البتہ اگر نفع کم ہو تو یہ جلبِ منفعت ہے، اس صورت میں حکومت کی طرف سے متعین کردہ قیمت پر ہی بیچنا ضروری ہے، اس سے زیادہ قیمت پر بیچنا جائز نہیں ہے، اگرچہ ثمن پھر بھی حلال ہوگا۔

اب یہ فیصلہ کرنا کہ مہنگائی کی وجہ ذخیرہ اندوزی ہے یا خارجی عوامل؟ یہ حکومت کا کام ہے۔ اگر تاجر سمجھتے ہوں کہ عوامل واقعۃً خارجی ہیں تو پھر وہ ایوان میں آواز اٹھا سکتے ہیں، اور متعلقہ محکمہ سے رجوع کر کے اپنی شکایات کا ازالہ بھی کر سکتے ہیں، اور اگر تمام تر قانونی کوششوں کے باوجود کوئی حل نہ نکلے تو تاجروں کیلئے اس بات کی گنجائش ہے کہ وہ فریقین اور اسلامی معاشرے کی مصلحت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اپنے لئے مناسب نفع رکھ کر اشیاء بیچیں، بشرطیکہ بازاری قیمت سے زیادہ نہ ہو اور دھوکہ دہی اور جھوٹ سے مکمل احتراز کیا جائے۔

درر الحكام شرح مجلة الأحكام - (1 / 51)

أن تصرف الراعي في أمور الرعية يجب أن يكون مبنيا على المصلحة, وما لم يكن كذلك لا يكون صحيحا والرعية هنا هي عموم الناس الذين هم تحت ولاية الولي.

تكملة فتح الملهم(3/ 323)

وان المسلم يجب عليه ان يطيع اميره في الامور المباح،فان امر الامير بفعل مباح،وجبت مباشرته،وان نهى عن امر مباح،حرم ارتكابه.

وفيه ايضاً:- (3/ 323)

ولكن هذه الطاعة كما أنها مشروطة بكون أمر الحاكم غير معصية، فإنها مشروطة أيضا بكون الأمر صادرا عن مصلحة لا عن هوى أو ظلم، لأن الحاكم لا يطاع لذاته، وإنما يطاع من حيث أنه متولٍ لمصالح العامة، فإن أمر بشيء اتباعا لهوى نفسه دون نظر إلى مصالح المسلمين، فإنه أمر صدر من ذاته وشخصه، لا من حيث كونه حاكما، فلا يقع بمثابة أمره من حيث كونه حاكما، ولذلك قال الفقهاء: (تصرف الإمام على الرعية منوط بالمصلحة) وقد فصل إبن نجيم هذه القاعدة في الأشباه والنظائر.

(جاری ہے۔۔۔)

الأشباه والنظائر لابن نجيم - (1 / 124)

إذا كان فعل الإمام مبنيا على المصلحة فيما يتعلق بالأمور العامة لم ينفذ أمره شرعا إلا إذا وافقه ، فإن خالفه لم ينفذ.

الشامية - (6 / 400)

وظاهره أنه لو باعه بأكثر يحل وينفذ البيع ولا ينافي ذلك ما ذكره الزيلعي وغيره من أنه لو تعدى رجل وباع بأكثر أجازه القاضي، لأن المراد أن القاضي يمضيه ولا يفسخه، ولذا قال القهستاني: جاز وأمضاه القاضي، خلافا لما فهمه أبو السعود من أنه لا ينعقد ما لم يجزه القاضي. ــــــــــــــــــــ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ

مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

۲۲/ رجب المرجب/ ۱۴۴۱ھ

18/ مارچ/ 2020ء

شیخ نور علی عفی عنہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۲۲/ رجب المرجب/ ۱۴۴۱ھ

18/ مارچ/ 2020ء

الجواب صحیح

محمد یعقوب عفا اللہ عنہ

۲۲/۷/۱۴۴۱ھ

الجواب صحیح

الجواب صحیح

۲۲/۷/۱۴۴۱ھ